ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر عاصمہ رانی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور
محمد ابرار صدیقی
ایم فل اسکالر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

اردو ادب مسلم ثقافت کا آئینہ دار

Dr. Asma Rani
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
Muhammad Abrar Siddiqui
Scholar MPhil, National University of Modern Languages, Islamabad.

Urdu Literature is a Clear Reflection of Muslim Culture

From the beginning of Urdu language and literature to the present day of its development and rise, Muslims have always nurtured it. It is the manifestation of the mental and intellectual endeavors of the Muslim. The cultural aspect of Urdu language and literature is very bright and radiant. Due to which a nation is considered to be more cheerful humorous, civilized, polite and mentally elevated than other nations. This include the fine art i.e. literature, poetry, painting music and other occupations that human beings help to evoke and refine the sublet and beautiful taste of Urdu. It is a matter of pride that Urdu language and literature possesses on extra ordinary culture heritage. Undoubtedly, there is a valuable treasure of culture intellectual and creative excellence in Urdu literature. In this article, we will review these creations.

Key Words: *Urdu literature, culture and Muslim culture, novel, short story, poetry.*

کرہ ارض پر بسنے والے انسانی گروہوں نے اپنی مادی و روحانی ضروریات کو تسکین دینے اور ایک مربوط منظم معاشرتی زندگی بسر کرنے کے لیے کچھ نصب العین وضع کیے۔ رہن سہن کے کچھ طریقے اختیار کیے۔ کچھ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

عقائد کو تسلیم کیا، کچھ ریتیں اور رسمیں بنائیں۔ کچھ قوانین وضع کیے۔ حلال و حرام میں فرق قائم کیا۔ کچھ نظریات و تصورات اور علوم و فنون سے دلچسپی لی۔ اس طرح سماجی تعلقات کے تعاون سے ان اکتسابات نے ذیلی اختلافات کی گنجائش کے باوجود افراد اور معاشرہ میں تنظیم اور یکسانیت پیدا کی۔ ان کی افادیت مستحکم ٹھہری چناچہ اگلی نسل تک انہیں منتقل کرنا ضروری ہوا۔ نسلاً بعد نسل منتقل والے اکتسابات کے اس مجموعے کو کلچر یا ثقافت کہتے ہیں۔ ثقافت کوئی وہبی یا جبلی نہیں بلکہ وہ معاشرے کا نظام کردار طرز عمل اداطرز فکر ہے جسے ہم کسی معاشرے میں رہتے ہوئے اکتساب کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر برہان احمد فاروقی:

> "ثقافت اکتسابی طرزِ عمل کا نام ہے۔ اکتسابی طرزِ عمل میں ہماری وہ تمام عادات، افعال، خیالات اور اقدار شامل ہیں۔ جنہیں ہم ایک منتظم معاشرے یا گروہ یا خاندان کے رُکن کی حیثیت سے عزیز رکھتے ہیں ان پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔" (۱)

ادب جس پر قطعیت کے ساتھ اظہارِ خیال کرنا قدرِ مشکل ہے، پھر بھی ہم پر اس مواد کو ادب کا نام دے سکتے ہیں جس کے واقعات عام انسانی زندگی سے اخذ کیے گئے ہوں، لیکن اس کے اندازِ بیان میں خاصی دلکشی موجود ہو، جو دلوں کو اطمینان اور خوشی بخشے۔ لہذا ادب اس موضوع کو کہا جا سکتا ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کے مواد میں عام انسان کی دلچسپی کا سامان ہو اور دوسری یہ کہ اس مواد کا اندازِ بیان ذاتی، داخلی اور دلکش ہو، یعنی اس میں اسلوب موجود ہو۔ سجاد باقر رضوی اس حوالے سے لکھتے ہیں: "صحیح اور سچا ادب وہ ہوتا ہے جو حال کا آئینہ اور مستقبل کا اشاریہ ہو، جس میں واقعیت اور تخلیت، افادیت اور جمالیت ہم آہنگ ہو کر ظاہر ہوں، جس میں مصنف کی روح جلوہ گر ہو، ادیب اپنے ماحول اور معاشرے کی ترجمانی کرتا ہے، جیسے جیسے معاشرے میں تغیرات آتے ہیں، ویسے ویسے ادب میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، مطلب یہ کہ معاشرہ ادب کو پیدا کرتا ہے، ادیب معاشرے کو نہیں بناتا۔" (۲)

ادب اور ثقافت کا باہمی ربط اس قدر گہرا اور ٹوٹ ہے کہ اسے ایک دوسرے کے بغیر سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے کیونکہ ثقافت معاشرے کی پہچان ہے اور ادب ایک سماجی عمل ہے، تمام سماجی اعمال کی طرح اس کا بھی ایک ماضی ہے، ایک حال اور ایک مستقبل ہے۔ سماجی عمل کبھی ساکت و جامد نہیں ہوتا، ادب بھی کبھی ساکت و جامد نہیں ہوتا۔ ادب میں جمود قائم ہونے کا احساس یا خوف ہی ادبی زندگی کی روشن ضمیری کی دلیل ہے۔ زندگی آگے بڑھتی ہے اور ادیب بھی آگے بڑھتا ہے اور جس طرح زندگی کی اپنی روایات ہوتی ہیں، اسی طرح ادب کی بھی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اپنی روایات ہوتی ہیں۔ان کو توانا اور دیرپا، پائیدار اور آدرشی و مقصدی بنانے میں جہاں کلچر کا اظہار ادب میں نہایت ضروری ہے وہی یہ زندہ ادب کی علامت ہے۔

کسی بھی معاشرے کا ادب اس کے ماضی کی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے جس سے اس معاشرے کے بدلتے ہوئے ثقافتی تناظر، رونما ہونے والی سیاسی و معاشرتی تبدیلیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ادب بھی دیگر فنون لطیفہ کی طرح نہ صرف تخلیق کاروں کی جمالیاتی حِس کا اظہار کرتا ہے بلکہ اپنے ماحول اور معاشرے کا عکاسی بھی ہوتا ہے۔ادیب اپنے دور کی اہم سیاسی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی تبدیلیوں کے بارے میں اپنے ردِ عمل اور تاثرات کا اظہار اپنی تخلیقات میں شعوری یا غیر شعوری طور پر کرتا ہے۔اس طرح ادب کی صورت میں نا صرف تہذیب و ثقافت بلکہ سماجی تبدیلیاں بھی محفوظ رہتی ہیں۔ادب میں ثقافت کے ظہور اور نفاذ کی صورت کیا ہو گی؟

اس کے جواب کے لئے جب ہم مختلف قوموں اور زبانوں کے ادبِ عالیہ پر استقرائی طریق سے تخریجِ اصول کی غرض سے نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زبان کا ادب فنِ بیان کے مبادیات یعنی تشبیہہ، استعارہ، مجاز اور کنایہ وغیرہ کے استعمال کے سلسلے میں ایک تمثال خانے کا حامل ہے جو متعلقہ قوم کے شاندار ماضی میں بکھرے ہوئے ان کے تہذیبی تاریخ سے ترتیب پاتا ہے یہاں تک کہ اگر اس شاندار ماضی کی تاریخیت مشتبہ ہوتی ہے تو اس کے اساطیری اور دیومالائی حوالوں پر تکیہ کر لیا جاتا ہے۔

تصوراتی پیکروں کے ان نگار خانوں سے استعارے لانے کی وجہ سے جہاں ادب کو ایک شاندار تہذیب کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے وہاں فائدہ بھی ہوتا ہے کہ ادب کسی ایک زمانے سے مخصوص نہیں رہتا۔بلکہ اس میں بے پناہ زمانی وسعت پیدا ہو جانے کے سبب سے وہ ایسی صداقتوں کا امین ہو جاتا ہے جو انسانی عقل و دانش اور تجربہ و واردات کے تسلسل سے صدیوں میں حاصل ہوتی ہیں۔اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ادب میں کسی ثقافت کی نمائندگی کا سراغ لگانے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اس کے تصوراتی پیکروں کے نگار خانے یا استعارات و علامات کے تمثال خانے میں اس ثقافت کے نقوش کو کیا اہمیت حاصل ہے، اگر کسی تہذیب و تمدن کی عظمت و شوکت کے آثار و نقوش ادب میں استعمال ہونے والے علائم و استعارات کے سرچشمہ کی آبیاری کرتے ہیں تو ہم کہہ سکیں گے کہ وہ ادب ثقافت کا آئینہ دار اور مظہر ہے۔[۳]

دنیا کے کسی بھی ادب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہر زبانِ ادب میں الگ الگ معاشرتی ثقافت کی تصویر نظر آئے گی۔لوگوں کے عقائد و درجات، رسم و رواج اور میلانات کا پتہ چلے گا۔ادب اور ثقافت کے رشتے اس قدر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ٹھہرے ہیں کہ اس پر جبریت کی تعریف صادق آتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا کُل ثقافت ہے اور ادب اس کُل کا ایک جزو تو زیادہ غلط نہ ہو گا۔ نثری ادب کی طرف اگر ہم نظر ڈالتے ہیں تو اس کا ارتقاء الہامی کتابوں سے ہوتا نظر آتا ہے۔ زبور، انجیل، توریت اور خصوصیت سے قرآن مجید میں ایسے حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات ملیں گے جو مکمل افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان افسانوں کا مقصد صرف واقعہ بیان کرنا نہ تھا بلکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کرنا تھا۔ اس لئے اس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے لیکن اس اختصار کے باوجود یہ قصے اپنے اپنے دور کے تہذیب و ثقافت کا احاطہ کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کی سب سے پہلی ادبی تصانیف ہومر کی "ایلیڈ" اور "اوڈیسی" ہیں۔ دونوں میں طویل قصے بیان کئے جاتے ہیں اور وہ یونانیوں کے مذہبی عقائد، ان کی ثقافت اور قدیم تاریخ کو سامنے لاتے ہیں۔

ان قصوں میں ان کے مذہبی عقائد ورجحانات، ان کے بودوباش، ان کی شادی کی رسومات اور حکومتی سرگرمیوں کا ذکر ہے۔ ان طویل قصوں کے بعد "رامائین" اور "مہابھارت" والے قصے نظر آتے ہیں۔ یہ قصے چونکہ سنسکرت سے ماخوذ ہیں اس لئے ان قصوں تک رسائی تو برہمن کی ہوئی لیکن آریوں کا مذہب تمام تر ان پر مبنی ہے۔ وید، برہمن، اپنشد، پران اور رگ وید وغیرہ میں ضمنی کہانیاں شامل ہیں۔ قدیم افسانوں میں ادب کی دو ممتاز شاخیں جانوروں کی حکایات اور عشقیہ رومان ہیں۔ یوں تو دنیا بھر کے غیر مہذب قبیلے حیوانی کہانیاں کہتے تھے لیکن ان کہانیوں میں سب سے پہلے مصری تہذیب رونما ہوتی ہے جس کی عمدہ مثال "الیپ" ہے۔

اردو میں نثر کا آغاز یوں تو "معراج العاشقین" سے ہوا، اس کے بعد "گل باس"، "شرح مرغوب القلوب"، جلترنگ"، "شمائل الاتقیا"، اسرارِ توحید" منظر عام پر نظر آئیں، جن کا موضوع مذہب تھا۔ [۴] البتہ اُردو میں افسانوی ادب کا آغاز ملاوجہی کی "سب رس" سے نظر آتا ہے۔ یہ اُردو کی پہلی داستان ہے۔ زبان اُردو جس وقت شمالی ہند میں فصاحت و بلاغت کے پرچم لہرا رہی تھی اس وقت دکن کے مسلمان عیش و طرب کی طرف مائل تھے۔ دوسری طرف سکھوں اور مرہٹوں کی بغاوت نے نہ صرف مغلوں کے سیاسی وقار کو کمزور کیا بلکہ وہاں کے مذہبی اداروں کو بھی چوٹ پہنچائی اس لئے اس زمانے میں جو نثری کتابیں لکھی گئیں ان کا موضوع عشق و مذہب تھا۔
اُردو کی ابتدائی نثری داستانوں میں "سب رس" کے علاوہ بھی کچھ اور داستانیں منظرِ عام پر آئیں جن میں داستانِ امیر حمزہ، طوطی نامہ، باغ و بہار، فسانہ عجائب، الف لیلہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں جن میں اسلامی عقائد اور اسلامی معاشرت کی جھلک نمایاں ہے۔ ان داستانوں میں تین قسم کی فضا پائی جاتی ہے، اول عرب ایرانی، دوسری ہندوانہ اور تیسری ہندِ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اسلامی۔ ان میں پہلی دو قسمیں کم ہیں اور تیسری بہت زیادہ چھائی ہوئی ہے۔ [۵] "الف لیلہ و لیلہ "میں ایرانی و عربی ثقافت نظر آتی ہے۔"بیتال پچیسی"،"سنگھاسن بتی"،"رانی کیتکی کی کہانی"، میں ہندوانہ ماحول و ثقافت نظر آتی ہے جبکہ "فسانہ عجائب"،"باغ و بہار"،"بوستانِ خیال"،" آرائشِ محفل"میں ہمیں ہندوستان کی مسلم ثقافت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

افسانوی ادب سفر کرتے ہوئے ناول کی منزل میں داخل ہوا۔ ناول نگار کا آغاز ڈپٹی نذیر احمد کے ناول "مراۃ العروس"سے ہوا۔ ۱۸۵۷ء نے نہ صرف سیاسی بلکہ تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے بھی بڑاانقلاب برپا کیا اور جب بزورِ طاقت اس کی واپسی میں ناکامی ہوئی تو اس کی تجدید کا رُخ تلوار کے بجائے زبان و ادب کے توسط سے تہذیبی اور ثقافتی تصور کے احیاء کی طرف ہو گیا۔ نذیر احمد کو اس بات کا شعور تھا کہ ایک مذہبی تہذیب کے ثقافتی اور تمدنی مظاہر میں مذہب کی حیثیت کتنی اہم ہوتی ہے، وہ بلا تخصیصِ مذہب حسنِ معاشرت، تعلیم اور نیک کرداری اور اخلاق کی ضرورت لوگوں پر واضح کرنا چاہتے تھے۔ [۶]

انہوں نے ہندوستان معاشرے میں عورت کے کردار اور اس کے مسائل کو ثقافتی تناظر میں رکھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کی۔ رتن ناتھ سرشار کا شمار بھی ابتدائی ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کا ناول "فسانہ آزاد" ان کی شہرت کا سبب بنا۔ رتن ناتھ سرشار گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ کوچہ و بازار کے چلن کو بھی ضبطِ تحریر میں لے آئے، یوں ایک مکمل معاشرت کا احاطہ کیا۔ ان کے ناول میں ہندوستانی ثقافت سانس لیتی نظر آتی ہے۔ عبدالحلیم شرر بھی اسی تشکیلی دور کے معماروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے ناول فن کے معیار پر پورے اترتے ہوں یا نہیں لیکن ان کے کردار وقت کے ایک خاص موڑ پر برصغیر کی تہذیب اور ثقافتی زندگی کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں۔

عبدالحلیم شرر نے تاریخی ناول نگاری کا آغاز اس وقت کیا جب مسلمانانِ ہند اپنے سیاسی زوال کے باعث ایک شدید احساس کمتری میں مبتلا تھے اور جو کچھ انہوں نے کھو دیا تھا اسے خیالوں میں واپس لینے کے لیے مضطرب تھے۔ ان حالات میں تاریخی ناول لکھنے کا عمل تہذیبی دفاع کی خاطر اپنی قوت مدافعت کو مجتمع کرنے کا عمل تھا۔ ناول کی ابتدائی تشکیلی دور کے یہ وہ تین ناول نگار ہیں جن کی اتباع دوسرے ناول نگاروں نے کی۔ انہوں نے موضوع کے لحاظ سے تین طرزیں ایجاد کیں۔ معاشرتی اصلاحی ناول، جس کے موجد نذیر احمد تھے، ان کی پیروی راشد الخیری کرتے نظر آتے ہیں۔ سرشار کی اجتماعی تہذیبی ناول نگاری کی روایت میں منشی سجاد حسین سے لے کر ہادی رسوا، عزیز احمد، احسن فاروقی قرۃ العین حیدر اور انتظار حسین شامل ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شرر کی تاریخی ناول نگاری کی روایت کو محمد علی طیب سے لے کر صادق سردھنوی، رئیس احمد جعفری، ایم اسلم اور نسیم حجازی تک سب ایک موضوعاتی اشتراک کی نمائندگی کرتے ہیں۔ افسانے کے ابتدائی اسی دور میں دو طرح کے رجحانات کار فرما نظر آتے ہیں۔ ایک اصلاحی و حقیقت پسندی کا، جس کے سرخیل پریم چند ہیں، سلطان حیدر جوش، مہاشت سدرشن، اعظم کریوی، علی عباس حسینی، اختر اورینوی اور سہیل عظیم آبادی ان کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں جبکہ سجاد حیدر یلدرم رومانیت و تخلیقی میلان کی قیادت کرتے نظر آتے ہیں، نیاز فتح پوری، مجنوں گورکھپوری، احمد اکبر آبادی، حجاب امتیاز علی اسی رجحان کی تقلید کرتے ہوئے سجاد حیدر یلدرم کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔ یہ افسانے سرزمینِ ہند و مسلم ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ کہیں ہندو و مسلمانوں میں جوشِ آزادی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کہیں عورتوں کے استحصالی مسائل کو زیرِ بحث لاتے ہوئے ان کی اصلاح پر توجہ دی گئی ہے، کہیں ماضی کی گمشدہ عظمت کی تصویر دکھائی گئی ہے، کہیں مغربی تہذیب کے تباہ کن اثرات سے خبردار کیا گیا ہے تو کہیں معاشرے میں رائج قبیح رسومات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

افسانوی ادب کے سفر میں ڈرامے کا آغاز اندر سبھا سے ہوتا ہے جسے آغا حسن امانت نے لکھا اور جو اودھ کے دربار میں ۱۸۵۳ء میں دکھایا گیا تھا۔ یہ موسیقی کے ساتھ مزاحیہ ڈراما تھا جو یورپی طرز پر بنایا گیا تھا، تاہم اس کا روایتی و بنیادی خاکہ ہندوستانی و ایرانی مسلم لوک گیتوں پر مبنی تھا۔ قابلِ ذکر اردو ڈراما لکھنے والوں میں آغا حشر کاشمیری ہیں جنہوں نے شیکسپیئر کے بہت سے ڈراموں کو اردو میں پیش کیا اور اسے اسلامی و ہندوستانی ثقافت سے سجایا۔ امتیاز علی تاج کی فرضی کہانی انارکلی میں مغل بادشاہ جہانگیر کی شاہانہ، عیاشانہ اور روزمرہ زندگی کو آشکار کیا گیا۔ ان کے علاوہ تاحال ڈراما نگاری سلسلہ جاری ہے اور بہترین ڈرامانویس کے طور پر خواجہ معین الدین، فاطمہ ثریا بجیا، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، مرزا ادیب، اصغر ندیم سید اور عطاالحق قاسمی کے اسمائے گرامی اہم ہیں۔ ان لکھاریوں نے اپنے ڈراموں میں معاشرے سے متعلقہ ہر پہلو کو اور اپنے عہد کے رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت کو بہترین انداز سے اُجاگر کیا ہے خاکہ نگاری بھی اردو ادب کی ایک اہم صنف ہے، فرحت اللہ بیگ نے نذیر احمد کی کہانی کے ذریعے برصغیر کی معاشرت میں دینی تعلیم کی تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ رشید احمد صدیقی کے خاکے ابوبکر، سلیمان اشرف، محمد علی جوہر اور ابوالکلام آزاد وغیرہ مسلم ثقافت و اسلامی شناخت کے حامل ہیں۔ اسی طرح اردو میں خطوط نگاری کے حوالے سے غالب اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نام اہمیت کے حامل ہیں جن میں ہندی معاشرت کے ساتھ اسلامی علوم و

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ثقافت کی جھلک ملتی ہے۔ مولانا شبلی نعمانی کی سیرت النبی اور دیگر سوانح عمریاں الفاروق، النعمان، المامون، الغزالی اور مولانا روم بھی مسلم شخصیات و معاشرت کو پیش کرتی ہیں۔

برصغیر میں فارسی زبان کے عمل دخل کا آغاز غزنوی و غوری عہد سے ہوا۔ فارسی زبان نہ صرف امور سلطنت طے کرنے میں استعمال ہو رہی تھی بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف اور تعلیم و تعلم کا ذریعہ بھی بننے لگی تھی، اس ثقافتی نشو و نما کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ مسلم شاعروں اور ادیبوں نے نہ صرف شستہ فارسی کا ذوق پیدا کیا بلکہ ویسی زبان کو بھی جسے ہندوی کہتے تھے سنوارا۔ مشہور شاعر مسعود سعد سلمان نے تین دیوان لکھے ایک تازی (عربی)، ایک فارسی اور ایک ہندی۔ بابا فرید گنج شکر، سید محمد جونپوری اور خسرو توبر صغیر کی وہ بے نظر شخصیت تھے جن کی شاعری میں ہندوی اور مسلم ثقافت کا وہ امتزاج جھلکتا ہے جس نے آگے چل کر پورے برصغیر کی ثقافت کا روپ اختیار کر لیا۔(۷) ان شعراء کرام کے اشعار دیکھیے۔

ے وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے   خیز دراں وقت کہ برکات ہے

ے تن دھونے سے دل جو ہو تا پوک   پیش رو اصفیا کے ہوتے غوک (۸)

ے راول دیول کہیں نہ جائیں   بھاٹا پہنیں رو کھا کھائیں (۹)

ے دیاری موہے بھیجو یاری   شاہ نظام کے رنگ میں

کپڑے رنگ سے کچھ نہ ہووت ہے   یا رنگ منے تن کو ڈبو یاری (۱۰)

اُردو کے ابتدائی سرمائیہ شعر پر نظر ڈالی جائے تو نمونہ کے طور پر مثنویاں "کدم راؤ پدم راؤ" اور "قطب مشتری" نظر آتی ہیں۔ یہ مثنویاں فارسی کے زیر اثر لکھی گئی تھیں اس لئے حسب قاعدہ ابتداء حمد اور نعت سے ہوتی ہے البتہ ثقافتی سطح پر ان میں چند اسلامی رسوم کی نشانیاں ملتی ہیں لیکن سوائے ان رسومات اور شعبۂ ہائے زندگی کے جو خالص ملکی ہیں، ان منظر ناموں کا تمام مزاج ایرانی ہے، البتہ میر حسن کی مثنوی "سحر البیان "مسلم ثقافت خاص طور پر لکھنؤ مسلم شاہی ثقافت کی عکاسی کرتی ہے۔ اردو قصائد میں مسلمان بادشاہوں کی شان وشوکت ،جود و سخا اور دینی حمیت کو پیش کیا جاتا ہے۔ صنفِ مرثیہ کا آغاز تاریخ اسلام کے ایک عظیم واقعے اور عظیم قربانی کی یاد میں ہوا مگر یہ صنف بنیادی طور مسلم ثقافت کی نمائندگی کرتی ہے۔ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ اور ان کے بعد ابراہیم عادل نورس جو ادب و تہذیب کا بڑا محافظ تھا۔ اس کے دیوان کے مطالعے سے اس کے عہد کی تہذیبی زندگی کی مکمل تاریخ لکھی جا سکتی ہے۔ اس نے عشق و محبت کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرت اور قدرت کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

صناعی پر بھی مشاہداتی نظر ڈالی۔اس وقت کے رسم و رواج اور تہواروں کو بھی حلقہ تحریر میں لایا۔"اردو ادب میں ثقافتی قدروں کی شروعات ولی دکنی کے دیوان اور پھر ولی کے ہم عصروں کے دواوین و اشعار سے جو دلی تا عظیم آباد مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں،ہوتی نظر آتی ہے۔"(۱۱)ولیؔ جب دہلی آئے تو اپنے ساتھ اپنی ثقافت کا سرمایہ بھی ساتھ لائے اس سرمائے میں ایرانی سکّے (IDIOMS)کم سے کم تھے ایسا نہیں ہے کہ ولی سے پہلے دکنی علاقے میں فارسی اور فارسی شاعری سے لوگ واقف نہیں تھے لیکن یہاں کے شعرا کی جڑیں اپنے لسانی نظام میں تھیں جو دوسرے لسانی نظام سے متصادم نہیں ہوئی تھیں۔ ادھر شمال میں بیرونی تسلّط کے سبب اشرافیہ ریختہ سے زیادہ فارسی پر زور دے رہا تھا، ولی کے پاس مقامی وراثت تو تھی ہی جب انہیں ریختہ کہنے کی ہدایت کی گئی تو ان کے مقامی رنگ کو ایک اور سمت مل گئی، فارسی نے ان کی مدد کی اور شمال کے ڈکشن نے ان کے رنگ کو مزید چوکھا کر دیا، گویا اسلوب اور ڈکشن کا یہ منظر نامہ جو ولی کے یہاں ہے اس ثقافتی وسعت کا نتیجہ ہے جس کی جڑیں ہندوستان کے ایک وسیع علاقے سے لے کر ایران تک پھیلی ہوئی ہیں۔ (۱۲) اس کے بعد اردو شعر و ادب میں ثقافتی قدریں سوداؔ، میرؔ ،درد ،غالبؔ، آتشؔ، مصحفیؔ بلکہ داغؔ تک کے کلام میں نظر آتی ہیں۔بقول درد

؎ مدرسہ یا دَیر تھا یا کعبہ یا بت خانہ تھا ہم سبھی مہمان تھے وہاں،تو ہی صاحب خانہ تھا(۱۳)

اردو ادب میں ثقافتی مظاہرہ کا یہ عہد وسیع ہے۔وہ ادب جس کا سرا ایرانی تہذیب و ثقافت سے جڑا تھا، غالبؔ اس کے آخری نمائندہ شاعر تھے۔مادی ترقی اور اپنی تہذیبی ثقافت کی کشمکش ان کے اشعار میں نظر آتی ہے:

؎ اِک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اِک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے
ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے (۱۴)

اردو ادب کا اہم ثقافتی سنگِ میل اقبال کی شاعری ہے جہاں پہنچ کر اردو ادب کا ذہنی سفر گویا اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔اقبال کی شاعری میں ایک طرف تو ہماری ثقافت کی تمام بنیادی قدریں چن چن کر پوری وضاحت کے ساتھ اکٹھی ہو گئی ہیں،دوسری طرف اب تک کی انسانی عقل و دانش کا تمام سرمایہ اپنے تمام فلسفہ و سائنس کے ساتھ اس شاعری میں منعکس ہو گیا ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

چند شعر ملاحظہ فرمائیے:

؎ بتاؤں تجھ کو مسلمان کی زندگی کیا ہے — یہ ہے نہایت اندیشہ و کمال جنوں
عناصر اس کے ہیں رُوح القدس کا ذوقِ جمال — عجم کا حُسنِ طبعیت، عرب کا سوزِ دروں (۱۵)

ان اشعار کے ساتھ علامہ کی لافانی نظم ''مسجد قرطبہ'' کا یہ شعر ملاحظہ کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم کلچر کی کلیت کے کیا معنی ہیں:

؎ کافرِ ہندی ہوں مَیں، دیکھ مرا ذوق و شوق — دل میں صلوۃ و درود، لب پہ صلوۃ و درود
تیرا جلال و جمال مرد خدا کی دلیل — وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل (۱۶)

اقبال کے بعد اردو ادب میں جو ثقافتی سرگرمیاں ہوئیں، خواہ ترقی پسندوں کی "بغاوت" ہو یا تعمیر پسندوں کی "روایت" کوئی بھی اقبال کی محکم کی ہوئی قدروں۔۔۔ فکریت، حرکیت اور آفاقیت کے دائرے سے باہر نہیں جا سکا۔(۱۷) بلاشبہ اقبال کی شاعری میں نمایاں طور پر ملت اسلامیہ کا درد اور فکرِ اسلامی جلوہ گر ہیں۔ مومن کی شاعری میں جہاد کی تڑپ اور شہادت کی آرزو ان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ عوام الناس کے جذبہ و احساس کی ترجمانی ہے۔ اس کے علاوہ حالیؔ کی شاعری (مد و جزرِ اسلام) ہو یا اکبرؔ الٰہ آبادی کی یا نظیر اکبر آبادی کی مسلم و ہندوستانی ثقافت کی نمائندگی نظر آئے گی۔ نظیر کی نظموں سے تو ہندوستان کی تہذیب و معاشرت، یہاں کی رسم و رواج، ہولی، دیوالی، راکھی، بلدیو کا میلہ، پتنگ بازی اور تیراکی کے علاوہ، عرس حضرت سلیم چشتیؒ، نذرِ داتا گنج بخش، عید اور شب برات میں مسلم ثقافت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ادیب و شاعر کبھی بھی معاشرے سے الگ ہو کر نہیں رہ سکتے کیونکہ ادب معاشرت و ثقافت کا ترجمان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جدید شعرا کی شاعری میں بھی مسلم معاشرت و ثقافت کے حوالے ملتے ہیں۔

مجید امجد کے یہ اشعار دیکھیے:

؎ خُدا اس کا، خدائی اس کی، ہر شے اس کی، ہم کیا ہیں!
چمکتی موٹروں سے اڑنے والی دھول کا ناچیز ذرہ ہیں (۱۸)

؎ سُلگتے جاتے ہیں چُپ چاپ، ہنستے جاتے ہیں — مثالِ چہرہ پیغمبراں، گلاب کے پھول (۱۹)

فیض احمد فیض کی شاعری میں بھی ایسی مثالیں نظر آتی ہیں جو مسلم ثقافت کی عکاس ہیں۔ فیض کی نظم "مرثیہء امام" کے چند اشعار دیکھیے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

؎ رات آئی ہے شبیر پہ یلغارِ بلا ہے
ساتھی نہ کوئی یار نہ غم خوار رہے
تنہائی کی، غربت کی، پریشانی کی شب ہے
یہ خانہء شبیر کی ویرانی کی شب ہے
ہر ایک گھڑی آج قیامت کی گھڑی تھی
یہ رات بہت آلِ محمد ﷺ پہ کڑی تھی
مسند تھی، نہ خلعت تھی، نہ خدام کھڑے تھے
ہاں تن پہ جدھر دیکھیے سو زخم سجے تھے[۲۰]

مختصراً یہ کہ اردو زبان وادب کے آغاز سے تاحال ہمارے بیشتر ادیبوں نے اردو نثر و نظم میں مسلم معاشرت و ثقافت کو اپنا مرکزی نقطہ مان کر قلم اُٹھایا ہے اور اپنی تخلیقات سے ہماری ثقافت کے بہت سے مظاہر کو زندگی بخشی ہے جو مسلم ثقافت کے احیاء اور اسے مزید توانا کرنے میں معاون ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حوالہ جات

۱. میر شبیر (ترجمہ) قاسم محمود: "ثقافت کا مسئلہ"، شیش محل کتاب گھر، لاہور، جون ۱۹۶۱، ص ۲۰

۲. ڈاکٹر سلام سندیلوی: "ادب کا تنقیدی جائزہ"، چودھری بشیر احمد، دہلی، ۱۹۲۳ء، ص ۱۳

۳. پروفیسر عابد: "اسلامی ثقافت اور اُردو شاعری" مشمولہ "الزبیر"، بہاولپور، ۱۹۸۰ء، ص ۷

۴. ظہیر کاشمیری: "اردو نثر کا سماجی پس منظر"، مشمولہ "ہمایوں" لاہور، ۱۹۴۵ء، ص ۵۵۱

۵. ڈاکٹر سہیل بخاری: "اردو داستان" مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۴۶۵

۶. مولوی نذیر احمد: "دیباچہ توبتہ النصوح" مرتبہ افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۴۷ء، ص ۶۔۷

۷. شیخ محمد اکرام: "آبِ کوثر" ادارہ ثقافتِ اسلامیہ"، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۶۷

۸. "تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند"، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، طبع دوم، ۲۰۰۹ء، جلد اول، ص ۱۳۱

۹. ایضاً ص، ۱۳۲

۱۰. ایضاً ص، ۱۴۳

۱۱. عبد المغنی: "اردو ادب میں اسلامی ثقافت کے مظاہر" مشمولہ "نقوش" لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۹۴

۱۲. وہاب اشرفی: "معنی کی جبلت"، ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ص ۱۱۱

۱۳. میر درد، "دیوانِ درد"، (مرتب)، ڈاکٹر نسیم احمد، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۲۰۰۳ء، ص ۱۱۷

۱۴. غلام رسول مہر، (مرتب) "نوائے سروش"، غلام علی پرنٹرز، لاہور، ص ۶۶۲

۱۵. علامہ اقبال، "کُلیاتِ اقبال" (اردو)، رابعہ بُک ہاؤس، لاہور، ص ۴۴۶

۱۶. ایضاً ص، ۳۴۰

۱۷. ڈاکٹر ساجد امجد: "اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات" غضنفر اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۹، ص ۱۵۲

۱۸. مجید امجد،"کُلیاتِ مجید امجد"(مرتب) ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا،الحمد پبلی کیشنز،لاہور،اشاعت دوم، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص، ۱۵۲

۱۹. ایضاً ,ص،۱۵۶

۲۰. فیض احمد فیض،"شامِ شہر یاراں"،مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، باراول، اگست ۱۹۷۸ء، ص ۸۳-۸۴